زندگی اور خلافتِ ارضی

ہر انسان کی صلاحیتوں کا امتحان

خصوصی اشاعت ماہنامہ مجلّہ "فلاح آدمیت" اپریل 2012ء
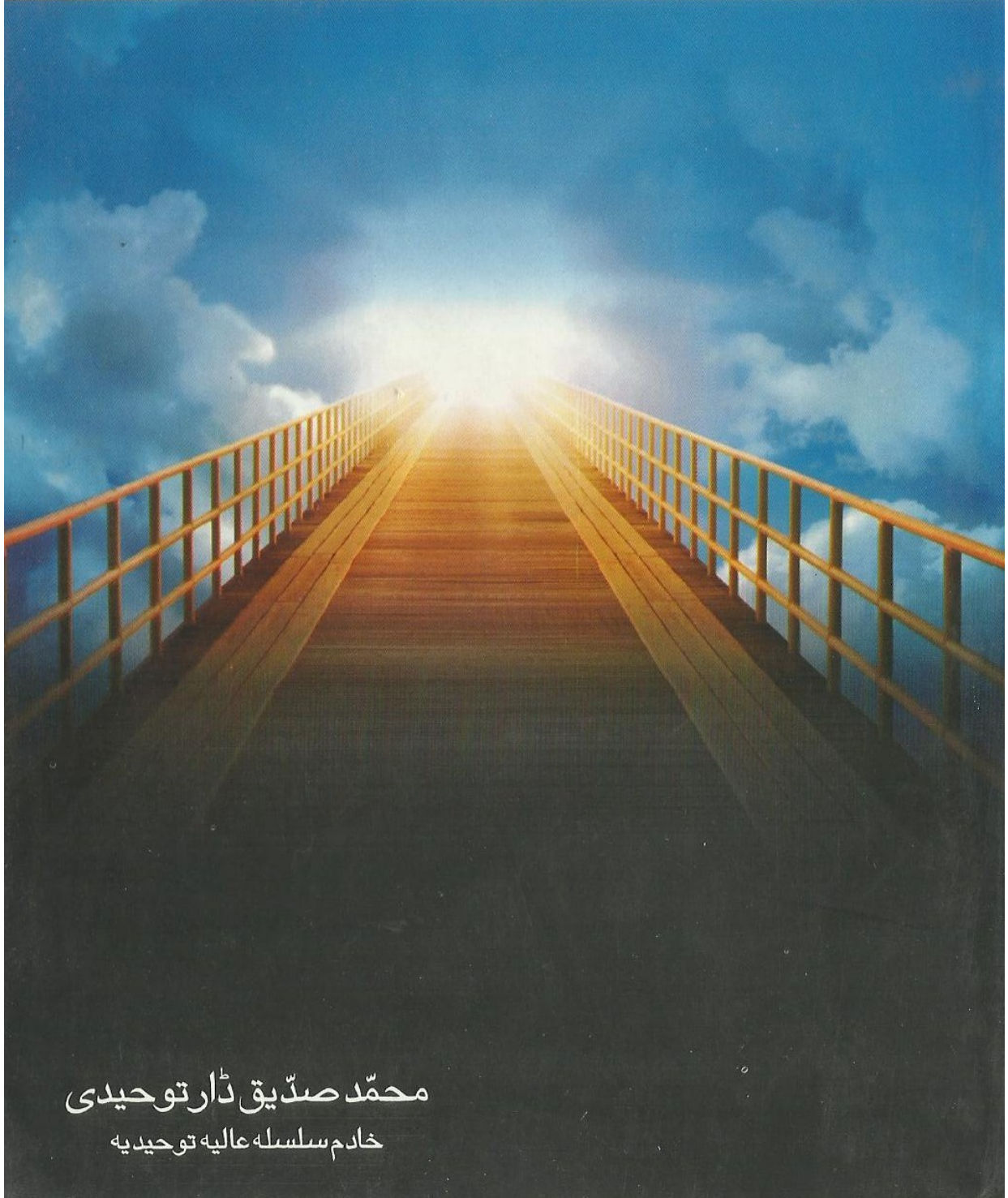
محمّد صدّیق ڈار توحیدی

خادم سلسلہ عالیہ توحیدیہ

فرمانِ الٰھی

وَهُوَالَّذِیٌ جَعَلَكُمُ خَلائِفَ الأَرُضِ وَرَفَعَ

بَعُضَكُمُ فَوُقَ بَعُضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبُلُوَكُمُ

فِیُ مَا آتَاكُمُ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيُعُ الُعِقَابِ

وَإِنَّهُ لَغَفُوُرٌ رَّحِيُمٌ (الانعام :165)

ترجمہ! ''اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین کے خلفاء بنایا اور ایک دوسرے پر تمہارے درجے بلند کئے۔ تاکہ اس نے جو کچھ تمہیں دے رکھا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک تمہارا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔''

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَااَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَّسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَّھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ ۝

ترجمہ! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار! تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور وہ اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے پس امام لوگوں پر نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔ اور مرد نگہبان ہے اپنے اہلِ خانہ پر اور وہ اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔ اور عورت نگہبان ہے اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر اور وہ اس کے بارے میں جوابدہ ہے۔ اور آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال پر نگہبان ہے اور وہ اس کے بارے میں جوابدہ ہے۔ خبردار! تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور تم میں سے ہر کوئی اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

1۔رازحیات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَرَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ۔والسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

برادرانِ سلسلہ عالیہ توحیدیہ!السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج کے خطبہ میں مجھے کوئی نئی بات آپ کے گوش گزار نہیں کرنی بلکہ ایک قدیم ترین موضوع اور اولین وعظ پر روشنی ڈالنا مقصود ہے جو انسانیت کی سب سے پہلی پود کو سنایا گیا اور پھر اس ازلی حقیقت کی آ گاہی کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اللہ تعالی نے مبعوث فرمائے۔اور پھر سب سے آخری رسول حضور نبی کریم احمدِ مجتبیٰ محمد مُصطفٰے رحمۃ لّلعٰلمین کی حیثیت سے پوری انسانیت کے لئے نجات دہندہ بن کر تشریف لائے۔اللہ تعالی کے یہ برگزیدہ بندے اللہ تعالی سے نورِ ہدایت لے کر آئے تا کہ عام انسانوں کے ذہن میں زندگی کی حقیقت اور اس کے انجام کے بارے میں جو سوالات اٹھتے اور الجھنیں جنم لیتی ہیں ان کا واضح حل بتا دیا جائے تا کہ وہ اللہ تعالی کے دیئے ہوئے آ ئین حیات کو اپنا کر فلاحِ دارین حاصل کر سکیں ۔اگر چہ اللہ تعالی نے انسان کو عقل سلیم کی دولت عطا کر کے بہت بڑا احسان کیا اور اس کے بل بوتے پر اس نے حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے ہیں۔لیکن ہر چیز کی طرح عقل کی بھی کچھ معین حدود ہیں جن کے اندر رہ کر وہ ایک حد تک انسان کی راہنمائی کرتی ہے لیکن اسے حریم کبریاء تک نہیں پہنچا سکتی۔علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

خرد سے راہ رو روشن بصر ہے
خرد کیا ہے چراغ راہگذر ہے

درونِ خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا
چراغِ راہگذر کو کیا خبر ہے

عقل کا دائرہ کار مادی دنیا تک محدود ہے۔ وہ انفس و آفاق میں پھیلی ہوئی اللہ تعالیٰ کی آیات پر تدبّر و تفکر کے نتیجے میں جہاں فطرت کی طاقتوں کو تسخیر کر کے نت نئی ایجادات سامنے لا رہی ہے وہاں اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت سے بھی کچھ نہ کچھ حصہ ملتا رہتا ہے۔ دورِ حاضر کی اس قدر مادی ترقی کے باوجود تمام بڑے بڑے سائنسدان اور مفکرین علی الاعلان یہ حقیقت تسلیم کرتے ہیں کہ ہم ابھی تک مادیات کو بھی پوری طرح سمجھ نہیں پائے۔ ہم جوں جوں آگے بڑھ رہے ہیں ہم پر نئے نئے علوم کے میدان کھلتے جا رہے ہیں۔ اب ہماری حالت یہ ہے کہ جن باتوں کا ہمیں علم ہو چکا ہے ان کی نسبت جن باتوں کو ابھی تک نہیں جان سکے وہ بہت ہی زیادہ ہیں۔ جب مادی اشیاء کے بارے میں عقل کی بے حسی کا یہ عالم ہے تو وہ روحانی عوالم اور الٰہیات کے بارے بھلا کیا راہنمائی کر سکتی ہے۔

اس لئے ترجمانِ قرآن، شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ نے ضربِ کلیم میں ''زمانہ حاضر کا انسان'' کے عنوان کے تحت ان اقوام کی حالت بیان کی ہے جو ہدایتِ الٰہی کو نظر انداز کر کے صرف عقل کے بل بوتے پر زندگی کا سفر طے کرنے کے درپے ہیں اور دن بدن اپنے ہی بنائے ہوئے غیر فطری قوانین کی دلدل میں پھنستے جا رہے ہیں۔ نتیجۃً اب زندگی کے ہر شعبے میں زوال کی حکمرانی ہے لیکن زندگی کی بے سکونی کو دور کرنے کے لئے انہیں ڈور کا سرا نہیں مل رہا۔

عشق ناپید و خرد مے گزدش صورتِ مار
عقل کو تابعِ فرمانِ نظر کر نہ سکا
ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذر گاہوں کا
اپنے افکار کی دُنیا میں سفر کر نہ سکا

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں اُلجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

انسان وحیِ الٰہی کے بغیر زندگی کے راز کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔اسلئے وہ اپنی عقل سے اپنے لئے جو بھی آئینِ حیات مرتب کریگا وہ اسے منزلِ مقصود تک نہیں پہنچا سکے گا۔چونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے بے پایاں محبت کرتے ہیں اس لئے اپنے رحمت سے اس نے ہر قوم کی طرف اُنہی کی زبان میں اپنے پیغمبر بھیجے تا کہ انہیں دنیا اور آخرت کی زندگی سے متعلق حقائق سے آگاہ کر دیں۔

حضور نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام جو پوری انسانیت کیلئے اللہ تعالیٰ کے رسول بن کر آئے۔کی ایک حدیث قدسی ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا۔جب میں نے چاہا
کہ پہچانا جاؤں تو میں نے خلق کو پیدا کیا"

اس حدیث مبارکہ نے زندگی کا راز افشاں کر دیا کہ مخلوق اسی لئے وجود میں لائی گئی کہ وہ اپنے اپنے شعور کے مطابق اپنے خالق کی معرفت یا پہچان حاصل کرے،اُس کی حمد وثناء کرے اور اسکی دی گئی ہدایات کے مطابق صراطِ مستقیم پر چلتے ہوئے اس کے قرب اور اسکی رضا کا مقام حاصل کر لے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

☆ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (الذاریات۔55)

ترجمہ!"میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں"

س آیت مبارکہ کی تفسیر میں کچھ صحابہ کرام اور متاخرین ائمہ کا کہنا ہے کہ لِيَعْبُدُوْنَ

سے مقصود لِیَعْرِفُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ کی پہچان کرنا ہے۔ حقیقی بندگی کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے رحیم وکریم آقا کی صفات اور عظیم شان کی معرفت حاصل کرکے اس کے سامنے سر جھکا دے اور اللہ کی محبت میں از خود رفتہ ہو کر اس کے رسول علیہ السلام کا اتباع کرتے ہوئے اس کی رضا و لقاء حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

اسی طرزِ حیات کا نام صراط مستقیم ہے۔ قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر یہ حقیقت اِن الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔

☆ إِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ o (آل عمران۔51، مریم۔36، زخرف۔64)

ترجمہ! ''پیغمبر نے فرمایا کہ بے شک اللہ میرا رب ہے اور بیشک تمہارا رب بھی وہی ہے۔ اس کی بندگی کرو یہی صراط مستقیم ہے۔''

اور یہ صراطِ مستقیم مالکِ ارض و سماء کی طرف جانیوالی شاہراہ ہے جس پر مؤمنین چلتے اور نیک اعمال میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی کوشش میں رواں دواں رہتے ہیں۔ جو خوش نصیب اور پرخلوص بندے دوسروں سے کہیں آگے نکل جاتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقربین میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اُن کے بارے میں سُورۃ الواقعہ میں فرمایا گیا:

☆ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ۔(۱۱)

گویا صراطِ مستقیم بندے کو اللہ تعالیٰ کے قرب میں لے جانے والی یا بندے کو اپنے مولا سے ملانے والی شاہراہ ہے۔ اس راہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود بتا دیا کہ کہاں تک پہنچائے گی:

☆ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِيْمٌ o (الحجر۔4)

ترجمہ! ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ راہ ہے مجھ تک سیدھی۔''

قرآن کریم میں انبیاء علیہم السّلام کے تذکرہ میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوموں کو دعوت کی اِبتداء اس اہم ترین امر سے کی کہ تمہاری کامیابی کی ضمانت اللہ تعالیٰ کی بندگی والی راہ کو اپنانے میں ہے۔ سب کی دعوت کے الفاظ الگ الگ سورہ الاعراف میں یوں درج ہیں:

☆ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ

(حضرت نوح آیت 59، حضرت ھود آیت 65، حضرت صالح آیت 73، حضرت شعیب آیت 85)

ترجمہ: ''اے قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اُس کے علاوہ کوئی دوسرا تمہارا معبود نہیں ہے''

2۔ اِبتلاء یا آزمائش

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو بہترین ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نواز کر اشرف المخلوقات پیدا کیا اور اسکی عظمت و رفعت کو دیکھ کر نُور سے پیدا کئے جانے والے فرشتے بھی سربسجود ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ خصوصی صلاحیتوں کی وجہ ہی سے حیاتِ ارضی اس کے لئے آزمائش و امتحان بنادی گئی۔ اسے اپنی سمجھ بوجھ اور بصیرت سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی دعوت کو قبول کرنا اور اللہ تعالیٰ کی بندگی میں داخل ہو کر اس کی رضا حاصل کرنا ہوگی۔ لیکن اس کے لئے نہ تو ایمان لانے کے لئے کوئی جبر ہوگا نہ ہی عمل کے لئے۔ اس کا فیصلہ انسان نے خود کرنا ہے اور وہی اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا اور قیامت میں اپنے اعمال کے مطابق جزا یا سزا پائے گا۔ اس عظیم امانت اور بھاری ذمہ داری کا ادراک و احساس اگر انسان میں پیدا ہو جائے تو پھر وہ اپنی حقیقی منزل کے حصول کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سُورۃ التّین میں یہ وضاحت فرمائی کہ:

ترجمہ! ''ہم نے انسان کو بہترین صلاحیتوں اور اُٹھان کے ساتھ پیدا فرمایا پھر اس کے ظاہری اور باطنی جوہر آزمانے کے لئے اسے اَسۡفَلَ السّٰفِلِیۡنَ یعنی پست سے پست مادی حالت یعنی حیات ارضی میں ڈال دیا ۔اب جو لوگ ظاہری اور باطنی حواس کا درست استعمال کر کے اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان لائیں گے اور صالح اعمال کے ذریعے اس کے قرب کے حصول کی راہ پر لگ جائیں گے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں موت وحیات کے نظام کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

☆ اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًاؕ (الملک ۔2)

ترجمہ! ''اللہ نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔''

قرآن کریم میں بار بار یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہے اور جو لوگ ایمان لا کر اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت میں زندگی گزارتے ہیں انہیں آخرت کی نعمتوں کی خوشخبری سناتا اور کفر کرنے والوں کو جہنم کی آگ سے ڈراتا ہے۔ اُن کا منصب یہی ہے کہ وہ حیات ارضی اور حیاتِ آخرت کے حقائق تم پر واضح کردیں۔انکا کام اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دینا ہے۔ان پر ایمان لانا یا انکار کرنا تمہاری مرضی پر موقوف ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

☆ وَقُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ۟ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ ۙ (الکھف ۔29)

ترجمہ! ''کہہ دو کہ لوگو یہ قرآن تمہارے رب کی طرف سے برحق ہے۔ تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے۔''

☆ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْo فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖط
(الزمر۔14تا15)

ترجمہ! ''آپ کہہ دو کہ میں اپنے دین کو خالص کر کے اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں۔ تو تم اُس کے سوا جس کی چاہو بندگی کرو۔''

☆ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًاo (الفتح۔17)

ترجمہ! ''اور جو شخص اللہ اور اسکے رسولؐ کے فرمان پر چلے گا اللہ اسکو بہشتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور جو روگردانی کرے گا اسے دردناک سزا دے گا۔''

3۔آخرت پر ایمان

اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ حیاتِ آخرت پر یقین رکھنا بھی لازمی ہے۔ یہی دونوں دین اسلام کے بنیادی ارکان ہیں جو ماننے والوں کی زندگی کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ اگر ان پر یقین محکم نہ ہو تو پھر انسان میں اعلیٰ درجہ کے اخلاق پیدا نہیں ہو سکتے اور وہ اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور جو لوگ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے قائل ہی نہیں اور اس مادی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں وہ بہت بڑی گمراہی میں جا پڑے ہیں اور آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں پوری انسانیت کی ہدایت کے لئے یہ تمام حقائق کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں لیکن فیصلہ اس اشرف المخلوقات کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے جس کے بارے میں حضرت اقبالؒ کو گلہ ہے:

یہی آدم ہے سلطاں بحروبر کا
کہوں کیا ماجرا اِس بے بصر کا
نہ خود بیں نے خُدا بیں نے جہاں بیں
یہی شاہکار ہے تیرے ہُنر کا؟

اب اللہ تعالیٰ کی آیات بینات ملاحظہ فرمائیں:

☆ وَاَنَّ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا o
(بنی اسرائیل۔10)
ترجمہ! ''بے شک وہ لوگ جو حیاتِ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ہم نے اُن کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

☆ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ o (النحل۔22)
ترجمہ! ''تمہارا معبود تو ایک ہی ہے اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے دل انکاری ہیں اور وہ سرکش اور متکبر ہو رہے ہیں (یعنی اللہ کے سامنے جھکنے کو تیار نہیں)

☆ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ط وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ o (البقرۃ۔212)
ترجمہ! ''جو کافر ہیں اُن کے لئے دنیا کی زندگی خوشنما کردی گئی ہے۔ اور وہ مومنوں (کی سادہ زندگی کی وجہ) سے تمسخر کرتے ہیں۔لیکن جو پرہیز گار ہیں (یعنی دنیا کی چمک دمک سے بچے رہے) وہ قیامت کے دن ان سے بلند ہونگے۔اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے''

☆ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍo

(الشوریٰ۔20)

ترجمہ! ''جو شخص آخرت کی کھیتی کا خواستگار ہو ہم اس کے لئے اُس کی کھیتی میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیتے ہیں۔ اور جو صرف دنیا کی کھیتی ہی کا خواستگار ہو اُس کو ہم اس میں سے کچھ دے دیں گے اور اُس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔''

☆ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَo اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَo

(ھود۔15 تا 16)

ترجمہ! ''جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوں ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اس میں اُن کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتشِ جہنم کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور جو کچھ انہوں نے یہاں بنایا وہ سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے سب ضائع۔''

☆ فَاَمَّا مَنْ طَغٰىo وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَاo فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰىo وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىo فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰىo (النازعات۔37 تا 41)

ترجمہ! ''تو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا اسکا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا اُس کا ٹھکانا بہشت ہے۔''

اس آیتِ مبارکہ میں تقویٰ کی اصل روح بتادی کہ اپنے نفس کو مادی خواہشات اور حرص وہوا سے روک کر رکھنا ہی حقیقی پرہیز گاری ہے ۔بانی سلسلہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ ایک مثال دیا کرتے تھے کہ بجلی کے بلب میں سے ہوا نکال دیتے ہیں اسی لئے اس کے اندر جو فلیمنٹ یا تار رہتا ہے وہ روشنی دیتا ہے ۔اگر کسی وجہ سے شیشے کے خول کے اندر ہوا داخل ہو جائے تو پھر بجلی کی قوت سے تار گرم ہوکر سرخ تو ہو جائے گا لیکن روشنی ہرگز نہ دے گا۔

آپ نے فرمایا انسان کا دل بھی بلب کی طرح ہے یہ بھی اسی وقت روشن ہوتا ہے جب اس سے ہوا یعنی حرص وہوا نکال دی جائے ۔ورنہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے گرم تو ہو جائے گا لیکن ہوا کی موجودگی میں روشن ہرگز نہ ہوگا۔اور یہ محنت انسان صرف اس لئے کرتا ہے کہ اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اس نے ایک دن اللہ کے ہاں پیش ہونا ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت کی زندگی پر ایمان لاتے ہیں ان کا اپنا ہی بھلا ہوگا اور جنہوں نے اس حقیقت سے آنکھیں بند کر لیں اس کا وبال بھی انہی پر پڑے گا۔اللہ تعالیٰ ہماری اطاعت اور بغاوت ہر دو سے بے نیاز ہے۔جب قیامت کے روز صُور پھونکا جائے گا اور ہر کوئی اپنی قبر سے دوبارہ زندہ ہوکر اٹھ کھڑا ہوگا تو پھر نہ ماننے والوں کو ضرور اچنبھا ہوگا اور ان کی حالت دیدنی ہوگی۔جس کا نقشہ قرآن کریم نے یوں کھینچا ہے:

☆ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ o قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ o (یاسین ۔51 تا 52)

ترجمہ!''اور جس وقت صُور پھونکا جائے گا یہ قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑ پڑیں گے۔کہیں گے ارے ہمیں ہماری خوابگاہوں سے کس نے اٹھا دیا ۔یہ وہی تو ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔''

اب اس مقام پر سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ نہ تو واپسی کی کوئی امید ہوگی اور نہ ہی بخشش کی کوئی سبیل۔ وہاں کوئی رشتہ دار اور دوست کسی کے کچھ کام نہ آئے گا۔ نہ باپ اپنے بیٹے کی مدد کر سکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کا بچاؤ کر پائے گا۔ اس زندگی کی مُہلت ہی ایمان وعمل کا میدان ہے۔ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو یہاں بوؤ گے وہی کاٹو گے اور جو کرو گے وہی بھرو گے۔ یہی اللہ کا نظام ہے۔

4۔ محبت اور ترجیحاتِ حیات

جو لوگ سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا چراغ روشن ہو جاتا ہے۔ ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نمازوں سے ایسا سرور واطمینان حاصل ہوتا ہے جس کے سامنے دنیا و آخرت کی ہر لذت ہیچ نظر آتی ہے۔ انہیں سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے ہو جاتی ہے کیونکہ انسان کو اسی کام کے لئے پیدا کیا گیا۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہی تمام خوبیوں اور نیکیوں کا منبع ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں محبت کے معاملے میں انسانوں کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ ارشاد ہوا:

☆ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللّهِ أَندَاداً يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّهِ وَالَّذِينَ آمَنُواْ أَشَدُّ حُبّاً لِّلّهِ (البقرہ۔165)

ترجمہ! ''اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اللہ کے برابر ٹھہرا لیتے ہیں اور اُن سے اللہ کی سی محبت کرتے ہیں لیکن جو ایمان والے ہیں وہ سب سے زیادہ محبت اللہ ہی سے کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی محبت اور دولتِ ایمان اِس پُتلاءِ خاک کو ایسا ذوقِ پرواز عطاء کرتے ہیں کہ اس پر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے طالبوں کو بلند

درجات سے نوازنے کے لئے بڑے کٹھن مراحل سے گذارتا ہے لیکن وہ لگن کے سچے اور دُھن کے پکے بڑی استقامت کے ساتھ آگے بڑھتے ہی چلے جاتے اور اللہ کے قرب اور اسکی رضا حاصل کر لیتے ہیں۔

بقولِ اقبالؒ:۔

مقام بندۂ مومن کا ہے ورائے سپہر
زمیں سے تا بہ ثریّا تمام لات و منات
حریمِ ذات ہے اس کا نشیمنِ ابدی
نہ تیرۂ خاکِ لحد نہ جلوہ گاہِ صفات

اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان لانے کے ساتھ ہی ایک مومن کی زندگی کا اُسلُوب بدل جاتا ہے۔اس کے اندازِ فکر اور طرزِ عمل میں انقلاب آ جاتا ہے۔وہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی طالب دنیا کی بجائے طالبِ مَولیٰ بن جاتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی اتباع میں **توکل علی اللّٰہ** اور **تبتل الی اللّٰہ** والی زندگی اپنالیتا ہے لیکن تمام دُنیوی فرائض اور حقوق العباد بھی خوش اُسلُوبی سے ادا کرتا رہتا ہے۔یہ یاد رکھیں کہ اللہ کا دین نہ تو دنیا کو ترک کرنے اور نہ ہی اس میں غرق ہوجانے کی اجازت دیتا ہے۔اسلئے قرآنی تعلیم کے مطابق مردِ مومن کی ترجیحات ایک عام انسان سے بالکل علیحدہ ہوجاتی ہیں جیسا کہ کرگس اور شاہین اگر چہ ایک ہی فضا میں پرواز کرتے ہیں لیکن مطمحِ نظر میں فرق ہونے کی وجہ سے دونوں کے جہاں الگ الگ ہوتے ہیں۔قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

☆ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (القصص۔83)

ترجمہ!"وہ جو آخرت کا گھر ہے ہم نے اُسے ان لوگوں کے لئے تیار کر رکھا ہے جو زمین میں بڑائی اور فساد کے طلبگار نہیں ہوتے۔اور نیک انجام تو پرہیز گاروں کے لئے ہے۔"

کیونکہ وسیع تر مفہوم کے مطابق تقویٰ سے مراد دنیا کی محبت اور اس کی پُر فریب چمک دمک سے بچنا ہے۔حضور نبی کریمﷺ کا یہ فرمان بھی آپ نے سُن رکھا ہوگا کہ" دُنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔" یہ یاد رکھیں کہ دنیا نہیں بلکہ دنیا کی محبت کو مطعون کیا گیا ہے بانی سلسلہؒ کا فرمان ہے کہ" دنیا اگر نیک لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی تو نیک کاموں ہی میں صَرف ہوگی۔" اس لئے دنیا سے تو آپ بھاگ نہیں سکتے اس لئے اسے آخرت سنوارنے کیلئے استعمال کرو۔ مقصود یہ ہے کہ دُنیا سے نہ ہی پیار کرو نہ ہی اسے ترجیح دو۔

☆ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَاo وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰیo (الاعلیٰ۔16تا17)

ترجمہ!" تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے"

☆ ذٰلِکَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الآخِرَةِ وَأَنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ (النحل۔107)

ترجمہ!" انہیں عذاب اس لئے ہوگا کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا۔ اور بے شک اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

☆ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالاً o الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعاً o أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلاَ نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْناً (الکھف۔103تا105)

ترجمہ!" کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں کہ عملوں کے لحاظ سے سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے کون ہیں۔ وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی ہی میں برباد ہوگئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں اور اس کے سامنے جانے کی بات کو نہ مانا سو ان کے اعمال ضائع ہوگئے اور قیامت کے دن ہم ان کے لئے کچھ بھی وزن یعنی میزان قائم نہیں کریں گے۔"

امید ہے آپ ان آیات کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح جان گئے ہوں گے کہ انسانوں کے دوگروہ ہیں۔ایک گروہ تو صرف مادی دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہوئے اِسی کا طالب ہے وہ نہ تو وحیِ الٰہی پر ایمان لاتا ہے نہ ہی حیاتِ آخرت کو مانتا ہے اس لئے وہ من مرضی کی زندگی بسر کرتے ہوئے اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے دیوانہ وار دوڑے چلا جا رہا ہے اور دوسرا گروہ اللہ تعالیٰ، اسکے رسولوں، اسکی کتابوں اور حیات آخرت پر ایمان لاتا ہے اور دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی دائمی زندگی کو ترجیح دیتا اور مولیٰ مرضی والی زندگی بسر کرتا ہے اور یہی عظیم کامیابی ہے۔

برادران کرام! اوپر بیان کی گئی آیات کے علاوہ ایک خاص حکم جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ازواج مطہرات کے لئے نازل فرمایا اس سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ جب ہماری ماؤں کو ایسی سخت وارننگ دی جارہی ہے تو پھر اولاد بیچاری کا کیا بنے گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

☆ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحاً جَمِيلاً o وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْراً عَظِيماً o (الاحزاب۔28 تا 29)

ترجمہ! ”اے پیغمبر اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دُنیا کی زندگی اور اسکی زینت وآرائش کی خواستگار ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ مال دوں اور رخصت کر دوں۔(یعنی تمہارا اور میرا ساتھ نہیں چل سکتا) اور اگر تم اللہ، اسکے رسول اور آخرت کے گھر کی طلبگار ہو تو تم میں جو نیکوکاری کرنے والی ہیں انکے لئے اللہ نے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔“

یہاں اللہ تعالیٰ نے انتخاب کے لئے ایک طرف دُنیا اور اسکی زینت کو رکھا ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ، اسکے رسول اور آخرت کو رکھا ہے اس طرح واضح کر دیا گیا کہ یہ

دونہ صرف متقابل نظریات، متخالف اندازِ حیات بلکہ جداجدا راستے ہیں ۔اگر چہ دُنیوی نعمتوں میں سے بھی اللہ تعالیٰ جتنی چاہے گا تمہیں ملتی رہیں گی لیکن تمہاری سعی اور محنت مال وجاہ کے حصول کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا، اسکے رسول ﷺ کی خوشنودی اور آخرت سنوارنے کے لئے ہونی چاہیئے ۔الحمدُللہ کہ اللہ تعالیٰ کے اس دوٹوک فرمان پر ہماری محترم ماؤں نے دُنیا اور اس کی نعمتوں کو پسِ پشت ڈال کر اللہ تعالیٰ، اُسکے رسولؐ اور آخرت کے گھر کی محبت کو ترجیح دی اور ہر حال میں حضور نبی کریم ﷺ کی رفاقت کو ترجیح دینے کا اعلان کر دیا ۔اللہ تعالیٰ ہماری مقدس ماؤں پر لاکھوں کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ہمیں بھی اپنے فضل وکرم سے ایسا ایمان اور عزم عطا فرمائے کہ ہم بھی دنیا کے متاعِ غرور کی محبت سے نکل کر اللہ تعالیٰ، اُسکے رسول اور آخرت کے طلبگار بن جائیں تا کہ ہماری قابلِ صد فخر مائیں ہمیں اپنی اولاد تسلیم کر لیں ۔آمین !اس باب کو حضرت ذوقؔ کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں ۔

جس انساں کو سگِ دُنیا نہ پایا
فرشتہ اُس کا ہمپایہ نہ پایا

5۔زبان سے اقرارِ ایمان

اگر چہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ انسان اپنی زبان سے کلمہ شہادت ادا کر دے لیکن حقیقت ایمان کا انحصار قلب کی تصدیق پر ہے ۔ یہاں معاملہ انسانوں کو دکھلانے اور راضی کرنے کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا ہے جو ہمارے دلوں کے اندر پیدا ہونے والے وسوسوں اور ذہن میں اٹھنے والے خیالات کو بھی جانتا ہے ۔زبان کے اقرار سے تو بندہ اسلام کے دروازے میں داخل ہو جاتا ہے اور مسلم معاشرے کا فرد بن جاتا ہے لیکن مومن تب بنتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کا تابع فرمان بن جاتا اور

ایمان اس کے دل کے اندر راسخ ہو جاتا ہے۔

اس لئے کہا جاتا ہے کہ "جو اللہ اور اسکے رسول کو مانتا ہے وہ مسلمان ہے اور جو اللہ اور اسکے رسول کی مانتا ہے وہ مومن ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید فُرقانِ حمید میں صرف زبان سے اقرار ایمان کرنے والوں کو بتادیا کہ میرے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں تا کہ وہ خلوصِ عمل کی راہ اپنا کر فلاحِ دارین حاصل کر سکیں۔

☆ قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئاً إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (الحجرات۔14)

ترجمہ! "دیہاتی کہنے لگے کہ ہم ایمان لے آئے۔ آپ کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

☆أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَo (العنکبوت۔2)

ترجمہ! "کیا لوگ یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔"

☆ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّهِ وَبِالْيَوْمِ الآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ oيُخَادِعُونَ اللّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلاَّ أَنفُسَهُم وَمَا يَشْعُرُونَ (البقرہ۔8تا9)

ترجمہ! "اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔ یہ اپنے پندار میں اللہ کو اور مومنوں کو چکمہ دیتے ہیں۔ مگر حقیقت میں اپنے سوا کسی کو چکمہ نہیں دیتے مگر اس کا شعور نہیں رکھتے۔"

☆ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لاَ يَحْزُنكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُونَ فِيْ الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُواْ آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ ٥
(المائدۃ۔41)

ترجمہ! ''اے پیغمبر! انکے لئے غمناک نہ ہونا جولوگ کفر میں گرنے کی جلدی کرتے ہیں یہ ان میں سے ہیں جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے لیکن ان کے دل مومن نہیں ہیں۔''

حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ بھی ہے جس کا مفہوم یوں ہے کہ:
''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔''
شاعرِ مشرقؒ نے بھی کئی جگہ یہی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

1۔ تُو عرب ہو یا عجم ہو تیرا لاالٰہَ اِلاَّ
لُغتِ غریب جب تک تیرا دل نہ دے گواہی

2۔ لَا اِلٰہ گوئی بگو از رُوئے جاں
تاز اندامِ تو آید بُوئے جاں

یعنی لاالٰہ پڑھنا ہے تو سچے دل سے پڑھوتا کہ تمہارے انداز واعمال سے ایمان کی خوشبو آئے۔یعنی تو نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی غلامی میں دے دیا ہے تو پھر تیرے اقوال وافعال سے اللہ تعالیٰ کا رنگ جھلکنا چاہیئے۔
اس لئے سامعین وقارئین کرام مجھے، آپ کو اور دنیا کے ہر انسان کو اپنے ظاہر و باطن کی

اصلاح اور دنیا و آخرت کی فلاح کی فکر ہونی چاہیئے کیونکہ کل روزِ قیامت جو عظیم ہستی کرسیِ عدالت پر بیٹھے گی وہ خود ہمہ وقت ہمارے ساتھ ہوتی اور ہمارے اعمال کو دیکھ رہی ہے۔اس ذاتِ کریم نے گزشتہ اور اُن سے پیوستہ اور موجودہ اقوام کے ان پیارے بندوں کی صفات کی جھلک بھی ہمیں دکھادی جو فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو گئے۔

☆ إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَالَّذِيْنَ هَادُواْ وَالصَّابِؤُونَ وَالنَّصَارَى مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وعَمِلَ صَالِحاً فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ o (المائدہ۔69)

ترجمہ! ''بے شک موجودہ ایمان والے لوگ اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے اور صابئین اور نصاریٰ ان میں سے جو بھی اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لایا اور نیک عمل کئے ان کو قیامت کے روز نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔''

اس آیتِ مبارکہ سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ ہر دور کے انسان کو فلاح پانے کے لئے اللہ تعالیٰ اور حیاتِ آخرت پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ صالح اعمال سے بھرپور اور معمور زندگی بھی گزارنا پڑی۔آج کے انسان کے لئے بھی یہی دعوت ہے اور اس کے سامنے عمل کا میدان کھلا ہے۔اس زندگی کی مختصر مدت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول ﷺ کی اطاعت کے لئے وقف کردیں تو دونوں جہان سدھر جائیں گے۔فلاحِ انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کا آئین قرآن کریم کی صورت میں موجود ہے اسے سمجھ کر پڑھنا ہر انسان کی ضرورت ہے۔مسلمان بھی پڑھیں اور غیر مسلم بھی۔اس میں نور، رحمت اور ہدایت ہے ہر سچے طالب کے لئے۔

6۔ خِلافتِ اَرضی

اب ہم ایک اہم موضوع ''خلافت ارضی'' کا قرآنِ کریم کی روشنی میں جائزہ لیں گے جس کا ہر انسان کی زندگی کے ساتھ بہت گہرا اور براہ راست تعلق ہے لیکن اس کی غلط تعبیر کی پیدا کردہ غلط فہمیوں نے اس طاقتور اخلاقی متحرک کو غیر مؤثر بنا کر رکھ دیا ہے قرآن کریم کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے تخلیق آدم اور خلافت ارضی کا ذکر یوں فرمایا:

☆ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلائِكَةِ إِنِّيْ جَاعِلٌ فِيْ الأَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْا أَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءِ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّيْ أَعْلَمُ مَا لاَ تَعْلَمُونَ٥ (البقرۃ۔30)

ترجمہ!''اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں ۔انہوں نے کہا کیا تُو اس کو اس میں بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے؟ اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں ۔اللہ نے فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔''

اس آیت مبارکہ میں پہلی مرتبہ خلافت ارضی کا ذکر ہوا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنا خلیفہ یا نائب بنانا چاہتا ہوں۔ بلکہ کسی دوسری جگہ پر بھی یہ بات نہیں کی گئی۔اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی شان کے شایان ہے کہ اسے کسی وزیر، مشیر، خلیفہ یا نائب کی ضرورت ہو۔عربی زبان میں خلف کا لفظ پیچھے، پیچھے آنے والا، جانشین اور وارث کے معنوں میں آتا ہے۔خلیفہ بھی نائب یا جانشین کے لئے استعمال ہوتا ہے۔جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جن چار اصحابِ رسول نے آپ کی جانشینی کا منصب سنبھالا انہیں خُلفائے راشدین کہا جاتا ہے۔حضرت ابو بکرؓ کو سب مسلمان ''خلیفۃُ رَسُول '' کہا

کرتے تھے۔یہ امر اس حقیقت کی ترجمانی کرتا تھا کہ حضورؐ کے بعد حضرت ابو بکرؓ ان کے جانشین بنے جب حضرت عمرؓ نے یہ منصب سنبھالا تو انہیں بھی ''خلیفۂ رَسُول'' پکارا جانے لگا تو اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں خلیفۂ رسول نہیں ہوں۔ میں تو ابو بکرؓ کا خلیفہ ہوں۔اس پر انہیں خَلِیفَۃُ الْخَلِیْفَۃُ رَّسُول پکارا جانے لگا۔ یہ لقب ذرا لمبا بھی تھا اور اگلے خلفاء کے دور میں یہ طوالت مزید بڑھ جاتی اسلئے یہ زیادہ مقبول نہ ہوسکا۔اس پر اَمِیرُ الْمُؤمنین کی اصطلاح سامنے آئی جو مقبولِ عام ہوگئی اور آج تک یہی رائج ہے۔اس سے بھی خلیفہ کے معنی سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

کسی پیغمبر، پیر یا شیخ کی وفات کے بعد اس کی جگہ لینے والے کو تو خلیفہ کہنا بجا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نہ تو کہیں گئے ہیں کہ کوئی ان کی جگہ لے۔زمین اور آسمانوں پر اُسی کی حکمرانی ہے۔وہی مالکُ المُلک ہے وہ جسے چاہتا ہے کسی ملک کی حکمرانی عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔خلافت ارضی ایک نظام کی حیثیت سے نوعِ انسانی کو عطا کی گئی نہ کہ کسی ایک فرد کو۔پورے کرہ ارض پر حکمرانی کرنے والا کوئی بادشاہ نہیں ہوا جسے خلیفہ کہا جا سکے۔اس لئے خلافت سے مراد ایک دوسرے کے پیچھے آنے والوں کا نظام ہے۔یعنی انسانوں میں سے ہر ایک تھوڑے سے عرصہ کے لئے کچھ اختیارات کے ساتھ اپنے ماتحت افراد اور ذرائع پر حکمران مقرر کیا جاتا ہے پھر وہ اپنی زندگی گزار کر چلا جاتا ہے تو پھر اس کا بیٹا یا جانشین اس کی جگہ لے لیتا ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ سب کو باری باری آزماتا ہے کہ ہر کوئی اپنے وقت اور اختیارات کے ساتھ کس طرح کے اعمال انجام دیتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک طویل حدیث ہے کہ

''کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْؤُل ''۔۔۔۔۔۔۔۔الخ

یعنی تم میں سے ہر فرد حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی غلام بکریاں چرانے پر مامور ہے تو اس سے اس کی بکریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کیونکہ اس کی حکمرانی بکریوں تک ہی محدود تھی۔یہ حدیث

مبارکہ بھی خلافت کی بہت اچھی تشریح ہے۔
قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی خلافت کا ذکر آیا ہے ان کے مطالعہ سے بھی یہی حقیقت کھلتی ہے کہ تمام انسان باری باری اس دنیا میں بھیجے جائیں گے اور ہر ایک کو اپنے جوہر آزمانے کا موقع دیا جائے گا۔لیکن بعض بزرگوں نے انسان کو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بنا ڈالا اور یہ بات تفسیروں اور ترجموں میں بتکلف لکھ دی گئی۔اس طرح ہر انسان پر حکمرانی کی جو ذمہ داری ڈالی گئی تھی اس سے بچ نکلنے کی راہ ہموار کر دی گئی اور آج کوئی فرد واحد بھی اپنے آپ کو اس عظیم ذمہ داری کا اہل تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔
اب ہم آپ کے مطالعہ اور تدبر و تفکر کے لئے مزید قرآنی آیات پیش کر رہے ہیں۔یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان میں کہیں بھی کسی ایک فرد کو خلیفہ کا منصب نہیں سونپا گیا بلکہ پوری نسل یا قوم کو خُلفاء یا خلائف کہہ کر پکارا گیا ہے۔اب آیات بینات تحریر کی جاتی ہیں۔

☆ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ۝ (یونس۔73)

ترجمہ!''اور قوم نوح نے اسکی تکذیب کی تو ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے سب کو بچالیا اور انہیں خلیفے بنا دیا۔اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اُن کو غرق کر دیا۔تو دیکھ لو کہ جو لوگ ڈرائے گئے تھے ان کا کیسا انجام ہوا۔''

یہاں قوم نوح علیہ السلام کا ذکر ہوا ہے لیکن آپ کے بارے میں ارشاد نہیں ہوا کہ اُن کو خلیفہ بنایا بلکہ یہ بیان ہوا کہ باقی قوم تو طوفان میں غرق ہو گئی لیکن جو لوگ آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے وہ بچ گئے اور انہیں ہم نے خلائف بنا دیا یعنی اب کاروبارِ حیات کا اختیار اور اقتدار اُن کے ہاتھ میں آ گیا اور ان کی آزمائش کا دور شروع ہو گیا۔حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ھُود علیہ السلام قومِ عاد کی طرف بھیجے گئے۔انہوں نے اپنی قوم کو یاد

دلایا کہ تم سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نافرمانی کے باعث طوفان میں غرق کر دی گئی اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین میں اقتدار دیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی جستجو کرو ورنہ تمہارا انجام بھی پہلی قوموں سے مختلف نہ ہوگا۔

☆ وَاذْكُرُواْ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاء مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً فَاذْكُرُواْ آلاء اللّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ o (الاعراف۔69)

ترجمہ! ''اے قوم یاد کرو جب اُس نے تم کو قومِ نوح کے بعد خلفاء بنایا اور جسمانی ساخت میں تمہیں زیادہ پھیلاؤ دیا۔پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ نجات حاصل کرو۔''

اگلی آیت میں قوم ثمود کا ذکر کیا گیا ہے۔ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا اور دنیا کی محبت میں مبتلا قوم کو اللہ تعالیٰ اور آخرت کی یاد دلائی اور بتایا کہ تم سے پہلے قومِ عاد پر عذاب آیا اور اب تمہیں زمین پر خلفاء بنایا گیا ہے تا کہ تمہاری آزمائش کی جائے۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

☆ وَاذْكُرُواْ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاء مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُوراً وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتاً فَاذْكُرُواْ آلاء اللّهِ وَلاَ تَعْثَوْا فِي الأَرْضِ مُفْسِدِينَ o (الاعراف۔74)

ترجمہ! ''اور یاد کرو جب اس نے قوم عاد کے بعد تمہیں خلفاء بنایا اور زمین پر آباد کیا کہ نرم زمین سے محل تعمیر کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو۔پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو۔''

اوپر دی گئی آیات میں خاص امتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔چونکہ خلافت کے نظام میں ہرانسان کواقتدار دے کراس کی صلاحیتوں کوآزمانا مقصود تھااس لئے دومقامات پر اپنی شان بتانے اوراحسان جتلانے کے لئےخلافتِ ارضی کا ذکران الفاظ میں کیا ہے۔

☆ أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ o (النمل ۔ 62)

ترجمہ! ''بھلاکون بےقرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہےاورکون اسکی تکلیف دورکرتا ہےاورکون تم کوزمین میں خلیفے بناتا ہے۔تو کیااللہ کے سوا کوئی اورمعبود ہے؟ مگرتم بہت کم غورکرتے ہو۔''

☆ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ فَمَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا o (الفاطر ۔ 39)

ترجمہ! ''وہی تو ہے جس نےتم کوزمین میں خلیفے بنایا۔تو جو(اس خصوصی اعزازاوراعتمادکو) نہ مانے اس کے کفرکاضرراسی کو ہے۔اورکافروں کے کفرسےان کےرب کے ہاں ناخوشی ہی بڑھتی ہےاورکافروں کےحق میں ان کا کفرخسارے میں اضافہ کریگا۔''

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ خلافتِ ارضی اللہ تعالیٰ کاخصوصی اعزاز ہے جو انسان کواس کی ظاہری اور باطنی صلاحیتوں کی بنا پرعطا کیا گیا تا کہ اس کی آزمائش کی جائے۔اسلئے ہرمومن انسان کوچاہیے کہ اس عظیم ذمہ داری کوقبول کرلےاوراللہ تعالیٰ کے اعتماد پرپورااترنے کیلئےاپناتن مَن دھن لگادے تا کہ اس کی رضا حاصل کرسکے۔جولوگ اس احساسِ ذمہ داری سےمحروم ہیں انہیں یہاں کافرکہا گیا ہے اورانکے انجام کی خبربھی دے دی گئی ہے۔اس کےعلاوہ سورۃ الحدید میں موجودہ نسلِ انسانی کوترغیب دی گئی ہے کہ

وہ ایمان لے آئیں اور اللہ تعالیٰ نے جو مال ودولت وراثت یا خلافت کے نظام کے تحت اُن کے قبضے میں دیا ہے اسے اس کی راہ میں خرچ کر کے اپنی آخرت کی زندگی کے لئے سرمایا بنالیں۔

☆ آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ۝ (الحدید۔7)

ترجمہ! ''ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر۔اور خرچ کرو اس مال میں سے جو اُس نے تمہیں خلافت میں دلایا ہے۔پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور خرچ کیا ان کے لئے بہت بڑا اجر ہوگا۔''

اب ہم اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم پیغمبر حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کے اس مکالمے کا ذکر کریں گے جو اللہ کریم نے قرآن مجید میں بیان فرمادیا تا کہ خلافت ارضی کی حقیقت کُھل کر ہمارے سامنے آجائے۔چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

☆ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۝قَالُوا أُوذِينَا مِن قَبْلِ أَن تَأْتِيَنَا وَمِن بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ۝ (الاعراف۔128تا129)

ترجمہ! ''موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو۔ زمیں تو اللہ کی ہے۔وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بنادیتا ہے۔ اور آخر کار بھلائی تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے ہے۔وہ بولے کہ تمہارے آنے سے پہلے بھی ہم کو اذیتیں پہنچتی رہیں اور تمہارے آنے کے بعد بھی۔موسیٰ نے کہا کہ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور اُس کی جگہ تمہیں زمین میں خلافت عطا کردے۔پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔''

ان دو آیات میں خلافتِ ارضی کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ کسی غلط تعبیر یا غلط فہمی کی گنجائش نہیں رہی ۔ پہلے تو یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کسی جابر حکمران کے تحت زندگی بسر کرنے کی آزمائش میں ڈال دیئے جاؤ تو مایوس اور بددل ہرگز نہ ہو ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے رہو اور مصائب کو حوصلے کے ساتھ برداشت کرو ۔ دوسری بنیادی حقیقت بتائی گئی کہ زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے ۔ اس نے کسی کو اس پر اجارہ داری قائم کرنے کی رخصت نہیں دی ۔ وہ اپنی مرضی سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے ۔ لیکن دُنیا کا اقتدار یا سیادت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی علامت ہرگز نہیں ۔ بلکہ آخرت کی کامیابی انہیں لوگوں کو حاصل ہوگی جو تقوی کی راہ اختیار کریں گے یعنی دنیا کی محبت میں کھو جانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی زندگی کو ترجیح دیں گے ۔

اس کے بعد خلافتِ ارضی کی سنتِ الٰہی کے تحت موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیش گوئی فرمائی کہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اس جابر اور حکمران قوم کو کسی طریقہ سے ہلاک کر کے منظر سے ہٹا دے اور تمہیں زمین پر قابض کر دے تا کہ دیکھے کہ اقتدار حاصل ہونے پر تم کیسے کارنامے انجام دیتے ہو ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے لشکر کو پانی میں غرق کر دیا ۔ اور بنی اسرائیل کو زمین کا وارث بنا دیا ۔

پھر اللہ تعالیٰ کے آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے ۔ آپ نے بنی نوعِ انسان کو یہ دعوت دی کہ **اَللّٰـہ وَحـدَہٗ لَا شـریکَ لَہ** ' کی بندگی اختیار کرو کہ یہی صراطِ مستقیم ہے جس پر چلتے ہوئے ہر انسان اللہ تعالیٰ کا قرب اور اسکی رضا حاصل کر سکتا ہے ۔ انہیں اس حقیقت سے بھی آگاہ کیا کہ قانونِ خلافت کے تحت اب تم سب کا امتحان ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے اقتدار اور اختیار کو کس طرح استعمال کرتے ہو ۔ اللہ تعالیٰ اور حیاتِ آخرت کو ترجیح دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے کامیاب ہو جاتے ہو یا دنیا کی محبت میں پھنس کر نا کام ہو جاتے ہو ۔ یہ تعلیم قرآن کریم کی ان آیاتِ مبارکہ کا عکس ہے جن میں فرمایا گیا:

☆ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُواْ وَجَاءتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُواْ لِيُؤْمِنُواْ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ○ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلاَئِفَ فِي الأَرْضِ مِن بَعْدِهِم لِنَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ○ (یونس۔13 تا 14)

ترجمہ! ''اور تم سے پہلے ہم کئی امتوں کو جب انہوں نے ظلم اختیار کیا ہلاک کر چکے ہیں۔ اوران کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے۔ ہم گنہگاروں کو اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔ پھر ہم اُن کے بعد تم لوگوں کو زمین میں خلفاء بنایا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔''

☆ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلاَئِفَ الأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ○(الانعام۔165)

ترجمہ''اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین کے خلفاء بنایا اور ایک دوسرے پر تمہارے درجے بلند کئے۔ تا کہ اس نے جو کچھ تمہیں دے رکھا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک تمہارا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔''

7۔مقربینِ بارگاہ

امید ہے اب آپ زندگی اور خلافتِ ارضی کے بارے میں اچھی طرح جان گئے ہوں گے کہ یہ ایک حقیقت کے دونام ہیں۔اور دونوں سے مقصود انسان کی آزمائش ہے اسلئے ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کو پوری سنجیدگی کے ساتھ اس ذمہ داری کو کامیابی سے نباہنے کے لئے اپنی ساری صلاحیتوں کو لگا دینا چاہئے تاکہ اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔اشرف المخلوقات کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بھی دیگر حیوانات کی طرح مادی دنیا میں جو کچھ نظر آتا ہے صرف اسی کا والہ و شیدا ہو کر اپنے مقصودِ حیات سے محروم رہ جائے بقول علامہ اقبالؒ:

یہ کافری نہیں تو کافری سے کم بھی نہیں
کہ مردِ مومن ہو گرفتارِ حاضر و موجود

یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ انسان کو جس طرح چاہے آزمائے۔وہ چاہے تو اعلیٰ مراتب،خصوصی جسمانی، ذہنی اور روحانی طاقت اور کثرتِ مال و اولاد سے ہمارا امتحان لے یا ان کی برعکس حالات پیدا کر کے ہمارے تقویٰ وصبر کو جانچے۔اس دنیا میں رزق اور مراتب کی درجہ بندی اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور مصلحت کے تحت کرتا ہے اور وہ اپنے کام میں کسی کی دخل اندازی پسند نہیں کرتا۔بندے کو اپنے مالک کے فیصلوں پر سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اسکے احکام کی فکر ہونی چاہے تا کہ ان پر عمل کر کے اللہ کی رضا حاصل کی جا سکے۔جو مردِ مومن زندگی کی حقیقت کو سمجھ لیتا ہے وہ ہر حال میں خوش رہنے کی خُو پیدا کر لیتا ہے۔وہ تنگ دستی اور عسرت میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکوہ نہیں کرتا بلکہ اس بات پر اس کا شکر ادا کرتا ہے کہ مجھے دولت کی سنہری اور بوجھل زنجیروں سے نہیں آزمایا گیا۔اللہ تعالیٰ کی محبت

اُسے اِستغناء کی وہ دولت عطا کرتی ہے کہ اسکا دل دونوں جہاں کی نعمتوں سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔مولٰنا ابوالحسن ندویؒ"تاریخ دعوت وعزیمت"میں لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح تعلق اور مخلوق سے آزادی اور قلب کی بے تعلقی کے بعد انسان کو خصوصی سکینت اور سرور حاصل ہوتا ہے کہ زندگی ہی میں اس کو جنت کا مزہ آنے لگتا ہے۔ ابنِ تیمیہ نے خود ایک مرتبہ فرمایا:

"اِنَّ فِی الدُّنْیَا جَنَّۃً مَن لَمْ یَدْخُلْھَا لَمْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ فِی الْاٰخِرَۃِ۔"

"یعنی بے شک دنیا میں بھی جنت ہے۔جو یہاں اس میں داخل نہیں ہوتا وہ آخرت میں بھی داخل نہ ہوگا۔"

قرآن کریم کی سُورۃ انفطار کی چند آیات سے بھی کچھ ایسا ہی تاثر ملتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

☆ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍo وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ o یَصْلَوْنَھَا یَوْمَ الدِّیْنِ o وَمَا ھُمْ عَنْھَا بِغَائِبِیْنَ o (13 تا 16)

ترجمہ! "بے شک نیکوکار نعمتوں کی بہشت میں ہیں۔اور بدکار دوزخ میں ہیں۔جزا کے دن اس سے جالیں گے۔اور وہ اس سے غائب نہیں ہوسکیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک دعا بھی تعلیم فرمائی ہے جس میں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یکساں بھلائی طلب کی گئی ہے۔اس کے بارے میں بانی سلسلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ اس سے اچھی دعا اور کوئی نہیں ہے۔

☆ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o

ترجمہ! "اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائیاں اور نعمتیں عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائیاں اور نعمتیں عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔"

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ساتھ اس دنیا کے بعد عالم برزخ یعنی قبر میں بھی مومنین کے ساتھ رہے گا۔حضور رحمۃ اللعالمین کا فرمانِ عالی شان ہے کہ:

''قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جاتی ہے۔یہ بھی فرمایا کہ مؤمن کی قبر میں جنت کی طرف اور کافر کی قبر میں دوزخ کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔یعنی دونوں گروہوں کا تعلق دنیا اور برزخ دونوں میں ان کے اصل مقام سے قائم رہتا ہے۔زندگی کے اس سفر اور منزل کے حصول کے لئے فیصلہ صرف آپ نے کرنا ہے۔قرآن کریم میں ارشاہوا:

☆ اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّاشَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا o (الدھر۔3)

ترجمہ!''ہم نے انسان کو راستہ دکھادیا ہے۔اب اس کی مرضی ہے چاہے شکر وا طاعت کی راہ اپنائے یا کفر و معصیت کی''

انسان کو اس کائنات میں اپنے مقام سے آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان میں جو کچھ ہے انسان کے لئے پیدا کیا ہے لیکن انسان کو اپنی محبت اور معرفت کے لئے بنایا ہے۔علامہ اقبالؒ کے فلسفہ خودی کا خلاصہ یہی ہے کہ انسان خود اپنے آپ کو جان لے۔تا کہ اس کی سمت درست ہو جائے اور دنیا کے متاعِ غرور کے فریب سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے مقربین میں شامل ہو جائے علامہ اقبالؒ کی ایک رباعی پر یہ بیان ختم کرتا ہوں۔

ہائے غفلت کہ تیری آنکھ ہے پابندِ مجاز
ناز زیبا تھا تجھے، تُو ہے مگر گرمِ نیاز
تُو اگر اپنی حقیقت سے خبردار رہے
نہ سیاہ روز رہے پھر، نہ سیہ کار رہے

وَمَاعَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

محمد صدیق ڈارتوحیدی
(خادمِ سلسلہ عالیہ توحیدیہ)
14اپریل2012ء

آشکارا ہے یہ اپنی قوّتِ تسخیر سے
گرچہ اِک مٹی کے پیکر میں نہاں ہے زندگی
قلزمِ ہستی سے تُو ابھرا ہے مانندِ حباب
اس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی
خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اِک انبار تُو
پختہ ہو جائے تو ہے شمشیرِ بے زنہار تو

رحمان کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز گوجرانوالہ:0300-7409775

مقام بندۂ مومن کا ہے ورائے سپہر
زمیں سے تا بہ ثریّا تمام لات و منات
حریمِ ذات ہے اس کا نشیمنِ ابدی
نہ تیرۂ خاکِ لحد، نہ جلوہ گاہِ صفات
(اقبالؒ)

Registration No. CPL-01

مرکز تعمیر ملت ۔ وحید کالونی ڈاک خانہ سیکنڈری بورڈ گوجرانوالہ

www.toheedia.net